وشوابھارتی یونیورسٹی کے فارسی، عربی اور اُردو مخطوطات

از جناب عبدالوہاب صاحب بندلبستوی، سنٹرل لائبریری، وشوابھارتی یونیورسٹی، شانتی نکیتن، مغربی بنگال۔

تصنیفاتِ امیر خسرو کی مذکورہ اطلاعات مسٹر ہرمن ایتھے، مسٹر چارلس ریو اور کچھ دیگر کتب سے ماخوذ ہیں۔ حکیم شمس اللہ قادری مرحوم نے لکھا ہے کہ "ہشت بہشت" کا بزبان دکنی ترجمہ ملک خوشنود نے ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء میں سلطان محمد عادل شاہ کی فرمائش سے کیا تھا[1] "اعجاز خسروی" کے بارے میں سید سلیمان ندوی مرحوم کی اطلاع ہے کہ اس کی شرح نواب واجد علی شاہ کے درباری شاعر منشی خیالی رام لکھنوی نے کی[2] مولانا عبدالسلام مرحوم ذکر کرتے ہیں کہ "چہار درویش" کا اردو ترجمہ بنام "نوطرز مرصع" میر عطا حسین تحسین باشندہ اٹاوہ، یوپی نے ۱۲۱۳ھ/۱۷۹۸ء میں کیا[3] اور مشہور مشرقیات کے ماہر فرانسیسی اسکالر گارساں دی تاسی (Garcin detassy) کی اطلاع کے بموجب امیر خسرو کی پہیلیوں کا پہلا مجموعہ پنجاب سے طبع ہوا[4]۔ اور مثنویاں تو تقریباً سبھی بیسویں صدی میں اہل علم کی کوششوں سے شائع ہو چکی ہیں۔

امیر موصوف کی ذکر کردہ کتب کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں ہیں، مثلاً بحر الابرار،

---

[1] تاریخ زبانِ اردو: ص ۸۳۔ [2] مقالاتِ سلیمان حصہ اول: ص ۷۱۔ [3] گلِ رعنا: ص ۳۶۔ [4] مقالاتِ گارسن دی تاسی (اردو ترجمہ) حصہ ۲: ص ۳۴۱۔

مرأۃ الصفا، انیس القلوب، خزائن الفتوح، مناقب ہند، تاریخ دہلی اور قانون استیفا[۵]
وغیرہ۔ چند کتابیں ایسی بھی ہیں جن کے بارے میں اختلافات ہیں، کچھ اہل قلم امیر موصوف کی تصنیف بتاتے ہیں اور کچھ ان کی تردید کرتے ہیں۔ لہذا ان مختلف فیہ کتب کا ذکر قصداً قلم انداز کر دیا گیا۔

امیر موصوف کی ۷۵ سالہ زندگی کے کارنامے دیکھیے کہ ابتدائی عمر کے ۱۹ یا ۲۰ سال کے بعد سات بادشاہوں کی ملازمت، جس کے دوران حکومت کی اہم ذمے داریوں کی انجام دہی، اپنے پیر و مرشد شیخ نظام الدین اولیاء کی خدمت بابرکت میں حاضری، اپنے خانگی معاملات کی نگرانی اور خدائے ذوالجلال کی عبادات وغیرہ۔ ان تمام عظیم فرائض کو بحسن و خوبی انجام دیے جانا اور تقریباً نوّے کتابیں لکھ ڈالنا۔ یہ ایک عبقری انسان ہی سے ممکن تھا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ امیر خسرو کی یہی سب سے بڑی نشانیہائے ولایت و کرامت ہیں اور اعجاز خسروی بھی۔

<u>نصابِ مثلّث (منظوم)</u> | مصنفہ مولانا یوسف بدیعی، صفحات ۱۶، کاتب روح اللہ، سالِ کتابت ۲۲ سلسہ جلوس بادشاہ محمد شاہ غازی، طرزِ کتابت خط شکستہ۔

نسخہ مکمل اور کرم خوردہ لیکن قابلِ استفادہ ہے۔ اس میں کل ستانوّے اشعار ایک ہی قافیہ پر مرتب ہیں۔ مصنف موصوف نے طلباء کے لیے اسے لغت کے ڈھنگ پر تیار کیا ہے۔ صنعت یہ اختیار کی گئی ہے کہ بہت سے عربی کے ایسے الفاظ ہیں جن کے پہلے حرف کی حرکت زبر، زیر ا در پیش کی تبدیلی سے فارسی کے مختلف معانی پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"از یکی لفظی سہ معنی خواہ اے صاحب کمال　　　رو تو فا را فتح و کسر و ضم بدیں ترتیب ال"

---

[۵] تذکرۃ الشعراء، دولت شاہ: ص ۲۴۶۔

مثال کے طور پر ذیل کا یہ شعر:

"وان سخنہا را کلام ولیس جراحتہا کلام زیر پس کُلام از ارض جای سخت آمد دل گماں"

شعر مذکور میں لفظ کلام کے حرف ک کی حرکات ثلاثہ کی تبدیلی سے حسب ترتیب "سخن، جراحت اور جای سخت" فارسی معانی کی وضاحت کی گئی ہے۔

نسخہ ہذا کے دیگر نام "نصاب بدیعی" یا "مثلث اللغات" بھی ہیں اور یہ نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری، کلکتہ اور مسلم یونیورسٹی لائبریری علی گڈھ کے سبحان اللہ مجموعہ میں بھی موجود ہے۔ نیز آخر الذکر لائبریری میں ایک شرح بھی ہے جس کے شارح کا نام محمد سعید بتایا گیا ہے۔ لیکن ایچ۔ ایتھے (H. Ethe) نے شارح کا نام ملا سعد تحریر کیا ہے[۱]۔ یہی آخری نام زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے جو عام طور پر بحیثیت شارح ملا سعد عظیم آبادی کے نام سے مشہور ہیں۔

مصنف موصوف فرغانہ کے ایک مضافاتی مقام اندجان کے باشندہ تھے۔ بچپن ہی میں اپنا پیدائشی مقام ترک کر کے سمرقند آ گئے جہاں باقاعدہ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر مرزا سلطان حسین بایقرا کے عہد حکومت میں ہرات تشریف لے آئے۔ مولانا بدیعی فن شاعری اور اس کے رموز و قواعد میں بہترین صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ کی وفات ۸۹۶ھ ۱۴۹۱ء میں ہوئی۔ بدیعی کی حیات پر زیادہ تفصیل نہیں مل سکی صرف خواندمیر نے حسب ذیل سطریں لکھی ہیں:

"از ولایت اندجان بود در صغر سن از آنجا بسمرقند شتافتہ آغاز کسب فضائل نمود و در زمان فرخندہ نشان خاقان منصور از ماوراء النہر بہراۃ تشریف آوردہ در ظلّ عاطفت مقرب حضرت سلطانی آرام یافت۔ از علم

---

[۱] فارسی کٹلگ انڈیا آفس لائبریری (لندن)، جلد ا: ص ۱۲۴۷۔

[illegible]

وفات مصنف کی بابت خبر دینی صاحب حبیب السیر قرار
تمامی رسائل مفیدہ تالیف نموده۔ در ناقل ... تسمیہ شد تا ...
اتفاق افتاده[1]

ابطال ضرورت | مصنف منشی ٹیک چند بہار، صفحات ۲۲۲، کاتب ابوالمظفر ذوالفقار علی، سالِ کتابت ۱۲۳۳ھ، کتابت خط شکستہ نہایت صاف اور جستہ جستہ حاشیے ہے۔
یہ نسخہ مکمل ہے جس میں فارسی الفاظ کی تحقیق اور تصرف لفظی و معنوی کی پورے طور پر
تشریح کی گئی ہے اور جابجا استادان شعرائے فارسی کے اشعار بطور ثبوت مذکور ہیں۔ چنانچہ
ٹیک چند بہار دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"حضرات اساتذۂ کرام خصوصاً بلغای واجب الاعظام در کلمات تصرف‌ها
می‌کرده‌اند منظور از آن تخفیف در لفظ و توسیع در ابنیہ است و این از جہت
کمال دستگاہ سخن و اقتدار ایشان بر سخن بود نہ از جہت عجز طبیعت کہ معرف
آن را ضرورت گویند"

اس کے بعد بیانات نسخہ کی تفصیل ذکر کرتے ہیں:

"این تصرف منقسم می‌شود بہ سہ قسم: تصرف[1] در لفظ فقط، تصرف[2] در معنی فقط،
تصرف[3] در لفظ و معنی معاً۔ قسم اول کہ تصرف لفظی فقط است این دوگونہ بود تصرف
بحرف و تصرف[2] باعراب و انواع آن یازدہ بود: اسکان، تحریک، تبدیل،
تشدید، تخفیف، ترکیب، قلب، ابدال، امالہ، حذف، اشباع[3] الخ"

پورے نسخہ میں استادان شعرائے فارسی کے اشعار جابجا بطور ثبوت پیش کیے گئے ہیں۔
غرضیکہ یہ نسخہ طلباء اور معلمین کے لیے بھی بہت ہی کارآمد ہے۔ یہ شرف المطابع دہلی سے ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء
(باقی آئندہ)

---

[1] حبیب السیر، جلد ۳، ص ۲۳۶

وفیات

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ

سعید احمد اکبر آبادی

حوادث اور تھے پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

واحسرتا! آخر ۲۴ مئی کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا بھی ہم سے جدا ہو کر قرب دجوار خداوندی کے اپنے اس مسکن حقیقی میں پہنچ گئے جہاں جانے کے لیے جیساکہ آپ کا ہر ندیم و ہمنشین محسوس کر سکتا تھا، برسوں سے آپ کی روح پر فتوح مضطرب و بے قرار تھی اور عالم اسلام گوہر شب چراغ ملت بیضا سے یکسر محروم ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ،
گزشتہ سال حضرت شیخ نے رمضان المبارک کا پورا مہینہ جنوبی افریقہ کے ایک مقام اسٹینگر میں گذارا تھا، حسن اتفاق سے اپنے ایک عزیز دوست مسٹر موسٰی پارک کی نجی دعوت پر راقم الحروف بھی رمضان کے آخری ہفتہ میں ڈربن پہنچا، ڈربن سے اسٹینگر کا فاصلہ ڈیڑھ سو کیلومیٹر ہے جو جنوبی افریقہ کی زندگی میں درحقیقت کوئی فاصلہ ہی نہیں اس لیے جب تک حضرت کا قیام اسٹینگر میں رہا تو وہاں اور اس کے بعد جب آپ ڈربن اور اس کے اطراف و اکناف میں ایک ایک دو دو دن کے لیے قیام فرما ہوئے تو ان سب مقامات پر وقتاً فوقتاً خدمت سامی میں برابر حاضر ہوتا رہا اس اثنا میں میں نے حضرت کی صحت اور نقل وحرکت سے مجبوری و معذوری کا جو حال دیکھا اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا کہ حضرت کا پروگرام جنوبی افریقہ، زمبیا اور نیروبی کا مکمل دورہ کرنے اور اس کے بعد انگلینڈ جانے کا ہے اور پھر یہ مشاہدہ بھی کیا کہ جہاں کہیں پہنچتے ہیں ہر طبقہ اور ہر گروہ کے ہزاروں بوڑھے اور جوان

پروانوں کی طرح آپ پر گرتے ہیں تو ان سب چیزوں کے پیش نظر مجھے خیال ہوا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے کسی غیبی حکم اور اشارہ پر ہو رہا ہے
اور ساتھ ہی اندیشہ اس بات کا ہوا کہ غالباً اب وہ وقت قریب ہے جب کہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ صدائے غیب حضرت کے سامعہ نواز ہوگی، بعد میں یہ خیال اور اندیشہ دونوں صحیح ثابت ہوئے، کل جو اندیشہ تھا، ابھی پورا ایک برس بھی نہ ہوا تھا کہ آج ایک حقیقت بن کر سامنے آیا اور لاکھوں مسلمانوں کو تڑپا گیا، رہا خیال! تو اس کی تصدیق اس طرح ہوئی کہ ایک دن باتوں باتوں میں میرے ایک سوال کے جواب میں حضرت نے فرمایا: "عجیب شان ہے، جب تک میرے جسم میں طاقت اور اعضا میں توانائی رہی میری دنیا سہارنپور سے دلی تک محدود رہی، لیکن اب جب کہ میں ضعیف و ناتواں ہو گیا ہوں اور نقل و حرکت کے قابل بھی نہیں رہا تو مجھے ملکوں ملکوں لیے پھر رہے ہیں۔"

اس زمانہ میں گم راہی کے سب سے بڑے سرچشمے دو ہی ہیں ایک افراط زر اور دولت و ثروت کی بہتات اور دوسری تہذیب فرنگ، یہی دو چیزیں ہیں جنھوں نے اسلامی اقدار حیات کو نہایت مضمحل اور کمزور کر دیا ہے اور مسلمان اقوام و ممالک بھی بحیثیت مجموعی شعوری یا لاشعوری طور پر اس سیلاب بلا میں بہتے جا رہے ہیں، پہلے فتنہ کا منبع سعودی عربیہ اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک اور دوسری قسم کے فتنہ کا سرچشمہ انگلستان ہے پھر ان فتنوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کا اصولی اور بنیادی ذریعہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کا حقیقی عشق اور یوم حساب کا خوف پیدا کیا جائے تا کہ وہ حبّ دنیا، حب جاہ اور نفس پروری کے شکنجوں سے آزاد ہو کر ایمان کامل اور عمل صالح کی دولت سے مالا مال ہو سکیں، اسلام کے مبلغ کا پہلا اور بنیادی کام یہی ہے، اسلامی کیرکٹر کی یکجا

وہ مشغلہ اول ہے جس پر اسلامی تعلیمات کی پوری عمارت کھڑی ہوئی ہے، چنانچہ مکہ کی تیرہ برس کی زندگی میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر اپنی توجہ مبذول رکھی ہے اور قرآن مجید کی مکی سورتوں میں یہی ایک مضمون بار بار مختلف اسالیب بیان میں کمال بلاغت و فصاحت اور انتہائی جوش و زور خطابت کے ساتھ کہا گیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث کا ترک وطن کر کے مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہونا اور تھوڑے سے وقفہ سے انگلینڈ کا دو مرتبہ سفر کرنا اور ساتھ ہی جنوبی افریقہ اور دوسرے ملکوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کرنا! ہمارے نزدیک یہ سب کچھ محض ایک اتفاقی واقعہ نہیں تھا بلکہ درحقیقت قدرت کے نظام ربوبیت اور اس کے دستور ارشاد و ہدایت کا ایک جز تھا۔ چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ ان اسفار اور مدینہ طیبہ میں مستقل قیام سے ملت اسلامیہ کو کس درجہ اہم دینی فوائد پہنچے ہیں، تبلیغی جماعت کے جو عظیم الشان کارنامے ہیں وہ بھی حضرت شیخ الحدیث کی توجہ اور فیض باطنی کے مرہون منت ہیں۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عالم اسلام سے قطع نظر! اگر آج امریکہ، یورپ، افریقہ اور جاپان میں اسلام کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے اور لاکھوں انسانوں کے دل ایمان محکم اور عمل صالح پیہم کے نور سے روشن ہو رہے ہیں تو دوسری فعال اور متحرک جماعتوں کے ساتھ اس میں حضرت شیخ الحدیث کے فیوض روحانی و باطنی کا بھی بڑا اور گرانقدر حصہ ہے، آپ کی دعوت کیا تھی؟ اس کا خلاصہ آپ کے مرتبہ "تبلیغی نصاب" میں آگیا ہے، جس کو لاکھوں مسلمان روزانہ پڑھتے پڑھاتے یا سنتے ہیں۔

تبلیغی اور اصلاحی فیوض و برکات کے علاوہ آپ کے علمی کارنامے بھی بہت شاندار ہیں، اگرچہ مدارس عربیہ کے تمام علوم و فنون متداولہ میں استعداد اعلیٰ اور پختہ تھی لیکن علم

حدیث سے عشق تھا، ایک مدت تک حدیث کا درس اس طرح دیا کہ شہرت دور دور پہنچی، حدیث کے علاوہ بذل المجہود شرح ابی داؤد کی تالیف میں اپنے پیر طریقت و استاذ حضرت خلیل احمد صاحب سہارنپوری کے شریک اور معاون رہے، پھر خود موطا امام مالک اور صحیح بخاری کی شرح متعدد ضخیم مجلدات میں لکھی، اگرچہ جرح و تعدیل کے باب میں آپ زیادہ سخت نہیں ہیں، لیکن ان شروح کی خصوصیت روایات و اقوال کے استیعاب و استقصا ہے، جس کی وجہ سے حدیث کا ایک طالب علم دوسری کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز ہو جاتا ہے، پھر عربی زبان اس درجہ سلیس اور شگفتہ ہے کہ پڑھتے جائیے اور جھومتے جائیے، اردو میں بھی چند کتابیں جو مفید اور قابل مطالعہ ہیں، ان میں آپ بیتی، جو چھ جلدوں میں ہے سب سے اہم کتاب ہے، اس کے مطالعہ سے جہاں بیش قیمت معلومات حاصل ہوتی ہیں، تہذیب نفس و تجلیۂ اخلاق کا سامان بھی ہوتا ہے،

حضرت مرحوم سے میری پہلی ملاقات دار العلوم دیوبند میں طالب علمی کے زمانہ میں ہوئی۔ ایک مرتبہ میں اور مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی سہارنپور گئے، تو حضرت سے ملاقات کی غرض سے اُن کے مکان پر بھی حاضر ہوئے، مفتی صاحب اور شیخ الحدیث میں دوستی اور بے تکلفی تھی، صبح کا وقت تھا، شیخ الحدیث بڑے تپاک سے ملے، تھوڑی دیر کے بعد چائے آگئی، مگر یہ صرف چائے تھی، وہ حضرت نے ہمارے سامنے رکھدی ہم نے چائے بنا کر ابھی دو گھونٹ لیے ہوں گے کہ ایک شخص ایک خوان لیے ہوئے آیا، حضرت بہت خوش ہوئے اور وہ خوان جس میں انڈے، توس اور مکھن وغیرہ تھا ہمارے سامنے رکھ کر بولے، یہ لیجیے، آپ کی قسمت سے پورا ناشتہ آگیا، پھر فرمایا، جو چیز جس کی قسمت میں لکھی ہے وہ اس کو ضرور ملے گی، خواہ عنوان کچھ ہی ہو، مثلاً اگر کسی کی قسمت میں موٹر کی سواری لکھی ہے،